سلسلۂ اشاعت نمبر ۵۱

علم غیب

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

نوری مشن مالیگاؤں

وَعِنۡدَہٗ مَفَاتِحُ الۡغَیۡبِ لَا یَعۡلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ (انعام:۵۹)
اوراسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی، انھیں وہی جانتا ہے۔

زیرسرپرستی: امین ملت حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں قادری برکاتی مدظلہ العالی، مارہرہ مطہرہ

علم غیب

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

(ایم۔اے؛ پی۔ایچ۔ڈی)

برائے ایصالِ ثواب: مرحومہ رابعہ بی عبدالغفار تابانی، مرحومہ حوّا بی محمد یعقوب میمن وامت مسلمہ

ناشر: **نوری مشن** مالیگاؤں

ملنے کا پتا: مدینہ کتاب گھر، اولڈ آگرہ روڈ، مالیگاؤں

سن اشاعت ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء...... ہدیہ: دعاے خیر بہ حق اراکین ومعاونین نوری مشن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد: ایک تعارف

علمی و تحقیقی لحاظ سے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقش بندی (م ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء کراچی) کا نام بڑا معتبر و ممتاز ہے۔ انھوں نے تحقیق کے وقار کو بلند کیا، اردو ادب کو اپنی قلمی توانائی سے سینچا اور زبان و بیان کو تازگی و لطافت عطا کی۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے اور تقریباً نصف صدی پر پھیلا ہوا ہے۔ آپ نے اپنے نوک قلم سے نوع بہ نوع موضوعات پر علم و فن کے دریا بہائے۔ سیرت، قرآن، تصوف، ادب، رضویات، اخلاق، سوانح و تذکرہ غرض کہ ہر ہر موضوع پر لکھا اور خوب لکھا۔ استدلال اور صداقت کا رنگ آپ کی ہر ہر تصنیف میں غالب ہے۔ ادبی جہت سے دیکھا جائے تو مسعود ملت نے زبان و اسلوب کو نفاست و جدت عطا کی۔ نثر ایسی مرصع کہ فنی اعتبار سے ناقدین ادب بھی عش عش کر اٹھتے ہیں اور باتیں ایسی کہ دل میں گھر کر جاتی ہیں۔ آپ نے قرطاس و قلم کے ذریعے جو دینی و علمی خدمات انجام دی ہیں وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

سیرت طیبہ کے موضوع پر پروفیسر محمد مسعود احمد نے کئی اہم کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں جانِ جاناں، جانِ جاں، خلقتِ محمدی، تعظیم و توقیر، جانِ ایمان، لباسِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ہماری زندگی، رحمۃ للعالمین، نقطۂ کمال، علم غیب قابلِ ذکر ہیں۔ آپ کی ہر ہر کتاب اور ہر ہر تحریر میں علم و تحقیق کا جہان آباد ہے۔ حقیقت شعار قلم سے محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ درس دیا کہ روح جھوم جھوم اٹھتی ہے۔

کئی کتابیں قرآن مقدس کے موضوع پر لکھی ہیں۔ قرآنیات کے موضوع پر جو تحریریں منصۂ شہود پر آئیں ان کے مطالعہ سے ذہن و فکر قرآن مقدس سے استفادے کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ آپ نے ۱۹۵۷ء میں باضابطہ تحریر کا آغاز کیا۔ پہلا مضمون سیرت طیبہ پر لکھا۔ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان (م ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱) پر تحقیق کا آغاز ۱۹۷۰ء میں کیا بہ قول مسعود ملت: امام احمد رضا کی شخصیت و فکر پر جو پردے پڑے ہوئے تھے ان کو اٹھانے کے لیے راقم نے ۱۹۷۰ء میں امام احمد رضا کو موضوع تحقیق بنا دیا اور امام احمد رضا کی تلاش میں چل پڑا...... اب تک چل رہا ہوں، پانے کی جستجو میں لگا ہوا ہوں...... ایک منزل آتے ہی دوسری منزل نظر آنے لگتی ہے...... شوق قلم کا رفیق سفر ہے، رواں دواں رکھتا ہے...... اب تک نہ معلوم کتنی کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور کتنے مقالے قلم بند کیے جا چکے ہیں، مگر قلم کا سفر ہنوز جاری و ساری ہے۔

(آئینۂ رضویات، ج چہارم، طبع کراچی، ص ۲۲)

امام احمد رضا ''محدث بریلوی'' کی شخصیت کے متعدد گوشوں پر درجنوں مقالات لکھے اور کتابیں تصنیف کیں۔ یوں ہی تاثرات اور تقدیمات کی تعداد ۶۰۰/ سے زیادہ ہے۔ آپ نے عالمی جامعات و یونیورسٹیز میں امام احمد رضا پر تحقیق و تدقیق کے کام کا آغاز کروایا اور پھر اس کام کو آگے بھی بڑھایا۔ یوں ہی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی (م ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ئ) کی دینی و اصلاحی نیز تجدیدی خدمات پر تحقیقی انداز میں کئی کتابیں بہ شمول ''جہانِ امام ربانی'' جو کئی مجلدات پر مشتمل ہے کی ترتیب و تدوین و اشاعت کی۔ خود بھی اس موضوع پر کام کیا اور اہلِ علم کی بھی اس جانب توجہ دلائی۔ دنیا کی مختلف انسائیکلو پیڈیا میں امام احمد رضا کی خدمات پر تعارفی مقالات کی اشاعت کروائی۔ یونی ورسٹیوں کے اسکالرز کو مجدد الف ثانی و مجدد اسلام امام احمد رضا کے افکار و اصلاحی خدمات پر تحقیق و تدقیق کی جانب مائل کیا جس کا یہ اثر ہوا کہ دنیا کی درجنوں یونی ورسٹیوں میں متذکرہ موضوع پر درجنوں اسکالرز نے پی۔ ایچ۔ ڈی اور ایم۔ فل کے لیے مقالات لکھ کر ڈگری حاصل کی۔ پروفیسر محمد مسعود احمد کی تحریک و ترغیب پر علمی و تحقیقی رُخ سے بہت سے ادارے قائم ہوئے۔

آپ کی تحریریں انقلاب بداماں ہوتی ہیں جس کا سبب واقعیت و صداقت ہے۔ سچائی اور تحقیق سے پُر تحریروں سے علمی دنیا پر گہرے اثرات واقع ہوتے ہیں۔ پیش نظر تحریر ''علم غیب'' ایسی ہی ہے۔ جس سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمِ مبارک کی شان و عظمت نکھر کر سامنے آتی ہے۔ اس کا مطالعہ یقیناً سیرتِ طیبہ سے امتِ مسلمہ کو قریب کرنے کا باعث ہوگا۔ موجودہ دور میں جب کہ سیرت مبارکہ اور ناموسِ رسالت پر اغیار کے حملے بڑھ چکے ہیں، گستاخیوں کی فضائے مسموم ہموار کی جارہی ہے یہ تحریر ایمان کو تازگی اور جذبۂ محبت کو وارفتگی عطا کرے گی۔

محبت و خلوص کے جذبات سے آراستہ اس تحریر میں حقائق کو پیش نظر رکھا گیا ہے، دلائل سے کام لیا گیا ہے، وہ افراد جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب پر اعتراض کرتے ہیں ان کے لیے اس میں دعوتِ فکر ہے، انھیں ان دلائل پر غور کرنا چاہیے جن سے وسعتِ علم نبوی اور غیب دانی کا ثبوت مہیا ہوتا ہے۔

نوری مشن کی ابتدا سے ہی یہ کوشش رہی ہے کہ قوم کی دینی و اصلاحی اور اعتقادی تربیت کی غرض سے صالح اور مفید لٹریچر کی اشاعت کی جائے اسی سلسلے کی یہ اشاعت ہے۔ امید کہ اہلِ علم و دانش اسے قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور بالخصوص طلبا اس سے ضرور استفادہ کریں گے۔ اللہ کریم ہمیں مزید عزم و حوصلہ اور جذبہ و خلوص عطا کرے۔ اور اس طرح کی مزید تحقیقی کتابیں شائع ہو کر نگاہوں کو سُرور اور دل کو نور عطا کریں۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

غلام مصطفی رضوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

علم ایک عظیم قوت ہے، دورِ جدید میں علم کی اہمیت وقوت اور نمایاں ہو کر سامنے آ گئی ہے، قرآن کریم نے انسان کو لکھنے پڑھنے (۱) اور تحصیل علم کی طرف متوجہ کیا (۲) اور انسان کو وہ رازہائے سربستہ بتائے کہ اس کا دماغ روشن ہو گیا...... قرآن کریم علم و دانش کا عظیم خزانہ ہے...... اس میں علم اور مشتقات علم کا ۸۰۰ سے زیادہ مقامات پر ذکر کیا گیا ہے اور کتاب وکتابت کا ۶۰۰ سے زیادہ مقامات پر ذکر کیا گیا ہے...... اس سے قرآن کریم کی نظر میں علم کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے......

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں'' (۳) آپ نے تحصیل علم کی تاکید شدید فرمائی اور علم کی فضیلت کو آشکار فرمایا (۴)...... حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے فرمایا کہ ''فضیلت تو صرف اہل علم کو ہے'' (۵) خود قرآن کریم میں حضرت طالوت علیہ السلام کو علم ہی کی وجہ سے بنی اسرائیل کا بادشاہ بنایا گیا (۶)...... اور علم ہی کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں پر فضیلت پائی (۷)...... اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نبوت ورسالت اور قیادت و بادشاہت کے لئے علم کتنا اہم ہے۔



علم دو قسم کا ہے...... ایک وہ جو ہم مدرسوں، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں حاصل کرتے ہیں...... ہم اسی کو علم سمجھتے ہیں اور اسی پر یقین رکھتے ہیں لیکن ایک علم وہ ہے جو براہ راست پڑھایا جاتا ہے...... اس کے لئے نہ کسی مدرسے کی ضرورت، نہ اسکول کی ضرورت، نہ کالج کی ضرورت، نہ یونیورسٹی کی ضرورت...... یہ ایک پوشیدہ علم ہے جس کو قرآن حکیم نے ''علم غیب'' سے تعبیر فرمایا ہے۔ (۸) اور اس پر ایمان لانا ہر مسلمان کی نشانی قرار دیا...... (۹) یہ علم وہ ہے جس کو نہ انسانی عقل پا سکتی ہے اور نہ اس کے ظاہری و باطنی حواس...... یہ علم سارے علوم پر غالب ہے اور تحصیل و کسب سے اس کا کوئی تعلق نہیں...... یہ محض اللہ کے فضل و کرم سے بارش کی طرح برستا ہے، چشمے کی طرح ابلتا ہے۔

---

(۱) سورۂ علق: ۴-۵، (۲) سورہ طٰہٰ: ۱۱۴ (۳) ابن عبدالبرّ جامع بیان العلم وفضلہ، ص ۴۷ (۴) ایضاً، ص ۴۹
(۵) ایضاً، ص ۴۶ (۶) سورہ بقرہ: ۲۴۷ (۷) سورہ بقرہ: ۳۱ (۸) سورۂ کہف: ۶۵ (۹) سورۂ بقرہ: ۳

●

قرآن حکیم نے بہت سی آیات میں ''علم غیب'' کا ذکر کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ یہ علم اللہ اور صرف اللہ ہی کے لیے ثابت ہے ...... مثلاً یہ آیات ملاحظہ ہوں:

۱......اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی، انہیں وہی جانتا ہے۔(۱۰)

۲......میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمینوں کی سب چھپی چیزیں۔(۱۱)

۳......تم فرماؤ، غیب تو اللہ کے لئے ہے۔(۱۲)

اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمایا کہ آپ بھی اعلان فرما دیجئے:

۴......تم فرمادو، تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں۔(۱۳)

●

ان آیات سے معلوم ہوا کہ ''غیب'' اللہ ہی کے لئے ہے ...... کوئی از خود ''غیب'' نہیں جانتا اور نہ بغیر عطائے الٰہی کسی کے پاس اللہ کے خزانے ہیں ...... ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے کہیں یہ نہ فرمایا کہ یہ ''علم غیب'' ہم کسی کو عطا نہیں فرماتے اور یہ خزانے ہم کسی کو نہیں دیتے ...... یہی سب سے اہم نکتہ ہے جس پر مسلمانوں کو غور کرنا چاہئے ...... اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

۱......غیب کا جاننے والا وہی ہے، سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو۔(۱۴)

۲......اور اللہ تعالیٰ ایسے امور غیبیہ پر تم کو مطلع نہیں کرتے لیکن ہاں جس کو خود چاہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں، ان کو منتخب فرما لیتے ہیں۔(۱۵)

●

پھر یہی نہیں کہ صرف یہ بات کہی گئی ہو اور ''علم غیب'' عطا نہ کیا گیا ہو، نہیں نہیں، اللہ تعالیٰ

(۱۰) سورۂ انعام:۵۹ (ترجمہ قرآن مولانا احمد رضا خاں) (۱۱) سورۂ بقرہ:۳۳ (ترجمۂ قرآن ایضاً) (۱۲) سورۂ یونس:۲۰ (۱۳) (ا) سورۂ انعام:۵ (ب) سورۂ ہود:۳۱ (۱۴) سورۂ جن:۲۶ (ترجمہ: اشرف علی تھانوی)
(۱۵) سورۂ آل عمران:۱۷۹ (ایضاً)

نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں کو یہ علم عطا بھی فرمایا جس کا قرآن حکیم میں تفصیل سے ذکر ہے۔ مثلاً یہ آیات ملاحظہ فرمائیں:

۱......اورعلم دے دیا اللہ تعالیٰ نے آدم کو سب چیزوں کے اسماء کا پھر وہ چیزیں فرشتوں کے روبرو کر دیں۔(۱۶)

۲......حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے فرمایا۔ اور جو بھی منظور ہوا اُن کو تعلیم فرمایا(۱۷)

۳......حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس ''علم غیب'' کا یوں ذکر فرمایا: اے لوگو! ہم کو پرندوں کی بولی کی تعلیم کی گئی ہے اور ہم کو ہر قسم کی چیزیں دی گئی ہیں۔(۱۸)

۴......حضرت لوط علیہ السلام کے لئے فرمایا: اور لوط کو ہم نے حکمت اور علم عطا فرمایا(۱۹)

۵......حضرت یعقوب علیہ السلام کے لئے فرمایا: اور وہ بلاشبہ بڑے عالم تھے بایں وجہ کہ ہم نے ان کو علم دیا تھا لیکن اکثر اس کا علم نہیں رکھتے۔(۲۰)

۶......حضرت یعقوب علیہ السلام نے خود بھی اپنے بیٹوں کے سامنے اس عطائے ربانی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: کیوں، میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔(۲۱)

۷......حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے فرمایا: اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا(۲۲)

۸......اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا: اور جب اپنی بھری جوانی کو پہنچے اور درست ہو گئے، ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا۔(۲۳)

۹......اور حضرت خضر علیہ السلام کے لئے فرمایا: انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جن کو ہم نے اپنی خاص رحمت دی تھی اور ہم نے ان کو اپنے پاس سے خاص طور کا علم سکھایا تھا۔(۲۴)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ نبیوں کو ''علم غیب'' عطا فرمایا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے......ان حضرات قدسیہ نے کبھی کبھی اس علم کا اظہار بھی فرمایا جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے پیروکاروں سے یہ ارشاد فرمارہے ہیں:

۱۰......اور میں تم کو بتلا دیتا ہوں، جو کچھ اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور جو رکھ آتے ہو۔(۲۵)

---

(۱۶) سورۂ بقرہ:۳۱ (ایضاً) (۱۷) سورۂ بقرہ:۲۵۱ (۱۸) سورۂ نمل:۱۶ (ایضاً) (۱۹) سورۂ انبیائ:۷۴ (ایضاً) (۲۰) سورۂ یوسف:۶۸ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی) (۲۱) سورۂ یوسف:۹۶ (ایضاً) (۲۲) سورۂ یوسف:۲۲ (ایضاً) (۲۳) سورۂ قصص:۱۴ (ایضاً) (۲۴) سورۂ کہف:۶۵ (ایضاً) (۲۵) سورۂ آل عمران:۴۹ (ایضاً)

یعنی جس جس نے جو کچھ اپنے گھر میں کھایا اور جو کچھ گھر میں رکھا سب آپ کی نظر میں تھا......

حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں قیدیوں کو خواب کی تعبیر بتانے سے پہلے فرما رہے ہیں:

۱۱......جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تم کو کھانے کے لئے ملتا ہے میں اس کے آنے سے پہلے اس کی حقیقت تم کو بتلا دیتا ہوں، یہ بتلا دینا اس علم کی بدولت ہے جو مجھ کو میرے رب نے تعلیم فرمایا ہے۔ (۲۶)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو علم غیب عطا فرمایا ہے، اس عطائے خاص سے انکار، قرآن سے انکار ہے...... یہ علم کوئی معمولی علم نہیں۔ بڑے اہتمام اور تیاری کے بعد عطا فرمایا جاتا ہے اور جس کو عطا فرمایا جاتا ہے اس کے آگے اور پیچھے فرشتوں کے پہرے لگا دیئے جاتے ہیں...... ارشاد فرماتا ہے۔

سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، ہاں، مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو تو اس (پیغمبر) کے آگے اور پیچھے محافظ (فرشتے) بھیج دیتا ہے۔ (۲۷)

بے شک جس کو یہ علم عطا کیا گیا اس کو بہت کچھ عطا کیا گیا...... تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو یکساں ''علم غیب'' حاصل نہیں بلکہ جس طرح انبیاء و رسل میں درجات ہیں (۲۸) اس طرح ''علم غیب'' بھی درجہ بدرجہ عطا کیا گیا ہے......قرآن حکیم سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ ''علم غیب'' سیکھنے کی درخواست کی جو اللہ نے ان کو عطا فرمایا تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے درخواست منظور کی مگر یہ ہدایت فرمائی کہ ''دیکھتے جانا، بولنا نہیں، جب تک میں نہ بولوں'' (۲۹)......حضرت خضر علیہ السلام جو کچھ کرتے گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ سمجھ سکے، آخر رہا نہ گیا، پوچھ لیا، حضرت خضر علیہ السلام نے راز سے پردہ اٹھا دیا مگر پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساتھ نہ رکھا...... یہ پوری تفصیل قرآن حکیم میں موجود ہے (۳۰)......اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کو یکساں ''علم غیب'' نہیں دیا گیا۔



''علم غیب''، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا فرمایا گیا...... یہ ''علم غیب'' ہی آپ کا بڑا معجزہ

---

(۲۶) سورۂ یوسف: ۳۷ (ترجمہ اُردو مولوی اشرف علی تھانوی) (۲۷) سورۂ جن: ۲۶ (ایضاً) (۲۸) سورۂ بقرہ: ۲۵۳ (۲۹) سورۂ کہف: ۷۰ (۳۰) سورۂ کہف: ۶۵-۸۲ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)

تھا مختلف انبیاء کو مختلف معجزات دیئے گئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معجزہ عطا فرمایا...... کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو جو"علم غیب" دیا گیا وہ سب آپ کو دیا گیا اور اس کے سوا جو کچھ دیا وہ سوائے اللہ کے کسی کو نہیں معلوم...... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کی صفات حسنہ کے جامع تھے اور ان کے علوم ومعارف کے بھی جامع تھے......

...... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ دیا گیا اس کے متعلق ارشاد ہے:

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔(۳۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اب کوئی چیز ایسی نہ رہی جو آپ نہ جانتے ہوں، اس لئے اس نعمت کو اللہ نے "فضل عظیم" کہا ہے...... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ پڑھایا ، اللہ نے پڑھایا(۳۲)...... اگر استاد، شاگرد سے یہ بات کہے"میں نے تم کو پڑھایا ہے، تم تو کچھ نہ جانتے تھے"، تو یہ حق ہے گستاخی وبے ادبی نہیں...... لیکن اگر کوئی شاگرد، اپنے استاد سے یہ کہے، "تم تو کچھ نہ جانتے تے ،تمہارے استاد نے تم کو پڑھایا ہے"، تو یہ سراسر بے ادبی اور گستاخی ہوگی...... تاریخ انسانیت میں ایسا بے ادب شاگرد نظر نہیں آتا...... اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھایا، جو کچھ عطا فرمایا، اللہ ہی نے عطا فرمایا تو اگر اس نے قرآن کریم میں عطا سے پہلے کی کیفیت کو یوں بیان فرمایا...... مَا تَدۡرِیۡ مَا الۡکِتٰبُ وَلَا الۡاِیۡمَانُ (۳۳)، تو یہ اللہ کی شان کے لائق ہے، ہمیں زیب نہیں دیتا کہ بے ادب وگستاخ شاگرد کی طرح آپ کے حضور وہ بات کہیں جو حق جل مجدہٗ نے آپ سے فرمائی...... بے شک اللہ نے آپ کو"علم غیب" عطا فرمایا۔ جو شخص اس فضل الٰہی کا انکار کرتا ہے یا اس کی تخفیف کرتا ہے وہ اللہ کے فضل کا انکار کرتا ہے اور اللہ کے فضل کی تخفیف کرتا ہے جو ایسا کرتا ہے اس کو کون مسلمان کہہ سکتا ہے...... موحد کی شان تو یہ ہے کہ وہ اللہ کے ہر ہر حکم کا احترام کرتا ہے، اس پر خود عمل کرتا ہے اور دوسروں کو عمل کرواتا ہے...... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار، بڑا دربار ہے، ان کے حضور بلند آواز سے بولنے والے کے اعمال بھی ضائع ہو جاتے ہیں...... ان کی محفل مبارک سے بلا اجازت اٹھنے والے کو دردناک عذاب کی وعید سنائی جارہی ہے...... آپ بھی سنئے...... ارشاد ہوتا ہے: تم لوگ رسول کے بلانے کو ایسا مت سمجھو جیسا تم میں ایک دوسرے کو بلا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جانتا ہے جو آڑ میں ہو کر تم میں کھسک جاتے ہیں، سو جو لوگ اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے

(۳۱) سورۃ نساء:۱۱۳ (۳۲) سورۃ اعلیٰ:۶ (۳۳) سورۃ شوریٰ:۵۲

ہیں ان کو اس سے ڈرنا چاہیئے کہ ان پر کوئی آفت آن پڑے یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے ۔(۳۴)

آپ خود اندازہ لگائیں جس محفل مبارک کا یہ ادب ہو اس میں رونق محفل سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ادب ہوگا؟...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس محفل پاک میں سر جھکائے دم بخود بیٹھے رہتے تھے...... بات بات پر کہتے، یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان!''...... ہر سوال کا ایک ہی جواب تھا ''اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ جانتے ہیں''......

بے شک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پروردگار نے ''علم غیب'' عطا فرمایا، اس حقیقت کو تین جہتوں سے سمجھا جا سکتا ہے:

۱......آپ کو براہ راست ''علم غیب'' عطا کیا۔

۲......آپ کو قرآن عطا فرمایا گیا جو ''علم غیب'' کا خزانہ ہے۔

۳......آپ کو شاہد بنا کر بھیجا گیا اور شاہد وہی ہوتا ہے جو واقعہ کے وقت موجود بھی ہو اور دیکھ بھی رہا ہو یعنی اس کو ہر بات کا عین الیقین اور حق الیقین حاصل ہوتا ہے۔

[ا] حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ''علم غیب'' کو پہلی جہت سے دیکھا جائے تو یہ آیات آپ کے ''علم غیب'' کی تصدیق کرتی ہیں:

۱......یہ باتیں منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں کہ ہم بھیجتے ہیں تیری طرف ۔(۳۵)

۲......یہ خبریں ہیں غیب کی کہ ہم بھیجتے ہیں تیرے پاس ۔(۳۶)

۳......اور یہ غیب کی بات بتانے میں بخیل نہیں ۔(۳۷)

[۲] حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ''علم غیب'' کو دوسری جہت سے دیکھا جائے تو یہ آیات ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں:

۱......ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے جو کہ تمام باتوں کا بیان کرنے والا ہے ۔(۳۸)

۲......(یہ قرآن) کچھ بنائی ہوئی بات نہیں لیکن موافق ہے ۔اس کلام کے جو اس سے پہلے ہے اور بیان ہر چیز کا ۔(۳۹)

---

(۳۴) سورۂ نور: ۶۳ (ترجمہ اردو مولوی اشرف علی تھانوی) (۳۵) سورۂ ہود: ۴۹ (ترجمہ اُردو مولوی محمود حسن)
(۳۶) سورۂ یوسف: ۱۰۲ (ایضاً) (۳۷) سورہ تکویر: ۲۴ (۳۸) سورہ نحل: ۸۹ (ترجمہ اردو مولوی اشرف علی)
(۳۹) سورۂ یوسف: ۱۱۱ (ترجمہ اُردو مولوی محمود حسن)

۳......ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔(۴۰)

۴......بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔(۴۱)

۵......اور کوئی چیز نہیں جو غائب ہو آسمان اور زمین میں مگر موجود ہے، کھلی کتاب میں۔(۴۲)

۶......اور کوئی دانہ زمین کے اندھیروں اور نہ کوئی ہری چیز اور نہ کوئی سوکھی چیز مگر وہ سب کتاب مبین میں ہے۔(۴۳)

آپ نے ملاحظہ فرمایا، ان آیات میں پہلے ''کتاب مبین'' قرآن حکیم کا ذکر فرمایا پھر یہ فرمایا کہ اس روشن کتاب میں کیا کیا کچھ ہے...... غور فرمائیں، یہ روشن کتاب جس میں زمین و آسمان کی ہر شئے کا بیان ہے جس ذات قدسی پر اتری، اس کے علم و دانش کا کیا عالم ہوگا!

[۳] حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ''علم غیب'' کو تیسری جہت سے دیکھا جائے تو یہ آیات کریمہ ہم کو ایک نئے جہان میں لے جاتی ہیں۔ جہاں ہم حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکتے ہیں مگر جو کچھ کہا گیا اُس پر دل و جان سے ایمان لاتے ہیں کہ اگر ایمان نہ لائیں تو کہیں کے نہ رہیں، ان آیات پر خوب غور فرمائیں اور علم مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت و پہنائی کا اندازہ لگائیں، اللہ اکبر! ہم کیا اندازہ لگا سکتے ہیں ان کا رب کریم ہی جانے کہ اس نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر ''علم غیب'' عطا فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

۱......ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا کر کے بھیجا ہے۔(۴۴)

۲......اور آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر لائیں گے۔(۴۵)

۳......بے شک ہم نے تمہارے پاس ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر گواہی دے گا۔(۴۶)

۴......اور جس دن ہم ہر ہر امت سے ایک ایک گواہ جو انہیں میں سے ہوگا ان کے مقابلے میں قائم کریں گے اور ان لوگوں کے مقابلے میں آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے۔(۴۷)

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف اپنی امت بلکہ دوسرے انبیاء کی امتوں کے اعمال کی بھی گواہی دیں گے اور گواہی وہی دیتا ہے جس کے سامنے کوئی کام یا کوئی بات ہوئی ہو...... ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سب

---

(۴۰) سورۂ انعام: ۳۸ (ترجمہ اُردو مولانا احمد رضا خاں) (۴۱) سورۂ مائدہ: ۱۵ (ایضاً) (۴۲) سورۂ نمل: ۷۵ (ترجمہ اُردو مولوی محمود حسن) (۴۳) سورۂ انعام: ۵۹ (ترجمہ اُردو مولوی محمود حسن) (۴۴) سورۂ فتح: ۸ (ترجمہ اُردو مولوی اشرف علی) (۴۵) سورۂ نسآء: ۴۱ (ایضاً) (۴۶) سورہ مزمل: ۱۵ (ایضاً) (۴۷) سورۂ نحل: ۸۹ (ایضاً)

کچھ ملاحظہ فرما رہے ہیں، وہ ہمارے احوال واعمال سے بے خبر نہیں...... اس پس منظر میں یہ احادیث کریمہ ملاحظہ فرمائیں:

۱......ایک حدیث پاک میں فرمایا: جس طرح میں آگے دیکھتا ہوں ،اسی طرح پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔(۴۸)

۲......دوسری حدیث میں آتا ہے کہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ جاتے ہوئے وادی ازرق میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلند آواز سے تلبیہ پڑھتے ہوئے دیکھا پھر وادیٔ ہرشیٔ میں حضرت یونس علیہ السلام کو اونی جبہ پہنے سرخ اونٹنی پر سوار دیکھا۔(۴۹)

۳......تیسری حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جنت و دوزخ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔(۵۰)......

۴......چوتھی حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جنت و دوزخ میں جانے والے ہر فرد کو نام بنام جانتے ہیں (۵۱)

۵......پانچویں حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ایک شخص نے محفل پاک میں یہ دریافت کیا کہ وہ جنت میں جائے گا یا دوزخ میں تو آپ نے برملا ارشاد فرمایا تو دوزخ میں جائے گا۔(۵۲)

۶......چھٹی حدیث پاک میں فرمایا، میری ساری امت اپنے سب اعمال نیک و بد کے ساتھ میرے حضور پیش کی گئی۔(۵۳)

۷......ساتویں حدیث پاک میں فرمایا، رات میری سب امت میرے اس حجرے کے پاس پیش کی گئی، یہاں تک کہ بے شک ان کے ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم میں کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے۔(۵۴)

قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد ہوا......کیا اس شخص کے پاس علم غیب ہے کہ اس کو دیکھ رہا ہے؟(۵۵)......اس آیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ علم غیب اُسی کے پاس ہوتا ہے جو دیکھ بھی رہا ہو......قرآن کریم میں متعدد مقامات میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دید کو بیان کیا گیا ہے(۵۶)...... سچی بات یہ ہے کہ جس نے اللہ کو دیکھ لیا، اس کے آگے کوئی چیز چھپی نہ رہی سب

---

(۴۸) مسلم شریف ، ج ۲،ص ۱۱۶ (۴۹) ابن ماجہ ،ص ۲۰، ۲۰۸ (۵۰) مسلم شریف ، ج ۲ ص ۱۸۰
(۵۱) مشکوٰۃ شریف ،کتاب الایمان فی القدر، الفصل الثانی ص ۱۹ (۵۲) بخاری شریف ، ج ۳،ص ۸۵۵
(۵۳) مسلم شریف ، ج ۱،ص ۲۰۷:(ب) ابناء المصطفیٰ،ص ۹ بحوالہ مسند احمد و سنن ابن ماجہ (۵۴) انباء المصطفیٰ ص ۹ بحوالہ طبرانی۔ (۵۵) سورۂ نجم:۳۵ (۵۶) سورۂ مجادلہ:۷؛ سورۂ ابراہیم: ۱۹؛ سورۂ بقرہ: ۲۴۳، ۲۵۸

ظاہر ہوگئی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما رہے ہیں: میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا، اُس نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا میرے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی، اُسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔(۵۷)

اب تک تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعتوں اور آپ کے دیکھنے کی باتیں ہو رہی تھیں...... لیکن جو ''علم غیب'' آپ کو عطا کیا گیا اور جو کچھ آپ کو دکھایا گیا کیا اس نعمت عظمیٰ کی خیرات اپنے غلاموں کو بھی آپ نے تقسیم فرمائی؟...... بہت سی احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے عطا فرمایا اور خوب عطا فرمایا، اور کیوں عطا نہ فرماتے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمانے ہی کے لئے بھیجا ہے...... مشہور و محبوب صحابی حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

۱......نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے بیان نہ فرما دیا ہو۔(۵۸)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

۲......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر اب سے، قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرما دیا، کوئی چیز نہ چھوڑی...... جسے یاد رہا، یاد رہا جو بھول گیا، بھول گیا۔(۵۹)......

ایک حدیث میں آتا ہے کہ......

۳......نہیں چھوڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فتنے چلانے والے کو دنیا کے ختم ہونے تک مگر ہم کو اس کا نام، اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام بتا دیا۔(۶۰)

۴......۱۷ر رمضان المبارک ۲ھ/ ۶۲۴ء میں غزوہ بدر پیش آیا، جہاد شروع ہونے سے قبل میدان جہاد میں اپنا دست مبارک رکھ رکھ کر دشمنان اسلام کے مقتولین کی نشاندہی فرمائی کہ فلاں فلاں شخص اس جگہ قتل کیا جائے گا...... جب جہاد ختم ہوا تو جس شخص کے لئے اپنے دست مبارک سے جس جگہ کی نشاندہی فرمائی تھی وہ وہیں پڑا ہوا ملا...... ایک انچ آگے نہ پیچھے(۶۱)......بخاری شریف میں ایک طویل حدیث آتی ہے جو ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(۵۷) ترمذی شریف بروایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (ب) مشکوٰۃ شریف، کراچی، ص ۷۲ (۵۸) انباء المصطفیٰ ص ۸ بحوالہ مسند احمد و طبقات ابن سعد (۵۹) انباء المصطفیٰ، ص ۷ بحوالہ بخاری شریف و مسلم شریف و مسند احمد
(۶۰) مشکوٰۃ شریف باب الفتن (۶۱) مسلم شریف، ج ۲ کتاب الجہاد

۵......سورج ڈھلنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، پھر ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، جب سلام پھیر دیا تو آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا، نیز ان بڑے بڑے امور کا جو اس سے پہلے ہیں...... پھر فرمایا ''اگر کوئی مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہے تو پوچھ لے کیوں کہ خدا کی قسم تم مجھ سے کسی چیز کے بارے میں نہیں پوچھو گے مگر میں تمہیں اس کے متعلق بتادوں گا، جب تک کہ میں اس جگہ ہوں......حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگ زاروقطار رونے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرماتے رہے کہ ''مجھ سے پوچھ لو''!......''مجھ سے پوچھ لو''!(۶۲)

اس حدیث پاک پر یہ آیت کریمہ گواہ ہے:اور یہ غیب کی بات بتانے میں بخیل نہیں ۔(۶۳) یعنی جو پوچھو گے، بتایا جائے گا...... جو مانگو گے، دیا جائے گا......حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا قسم کھا کر یہ فرمانا کہ جو پوچھو گے بتایا جائے گا...... اور پھر بار بار فرمانا، مجھ سے پوچھ لو، مجھ سے پوچھ لو!...... اس حقیقت پر گواہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے فضل و کرم سے ''غیب'' حاصل تھا...... ایک عرب عالم شیخ احمد بن محمد بن الصدیق الغماری الحسنی نے ایک فاضلانہ کتاب لکھی ہے جس کا عنوان ہے ''مطابقة الاختراعات العصريه لما اخبر به سيد البريه''(۶۴)......مصنف نے اس کتاب میں اُن غیبی خبروں کو جمع کیا ہے جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں۔ پڑھ پڑھ کر حیرت بڑھ جاتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ماضی و مستقبل حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئینہ تھے......اور کیوں نہ ہوں کہ سرکار خود فرمارہے ہیں: میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔(۶۵)

خزانے کا مالک وہی ہوتا ہے جس کے پاس کنجیاں ہوتی ہیں لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ بے اختیار ہوگیا بلکہ اس سے تو اللہ کا اختیار اور قدرت اور ظاہر ہوتی ہے......اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا نوازا ہے! یہی وہ کنجیاں ہیں جن سے آیات قرآنی کے معانی کے خزانے کھولے جاتے ہیں......قرآن کو ہم بھی دیکھتے ہیں، ہم بھی پڑھتے ہیں مگر آیات قرآنی میں نگاہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ دیکھتی ہے ہم نہیں دیکھ سکتے...... صرف ایک

---

(۶۲) بخاری شریف، کتاب الاعتصام، ج ۳، ص ۸۵۵ (۶۳) سورۂ تکویر: ۲۴ (ترجمہ اُردو مولوی محمود حسن)
(۶۴) مفتی احمد میاں برکاتی نے ''اسلام اور عصری ایجادات'' کے نام سے اس کا ترجمہ کیا ہے جو ۱۹۸۰ء میں لاہور سے شائع ہوچکا ہے۔ (۶۵) (ا) بخاری شریف، ص ۸۴۸ (ب) مسلم شریف مع فتح الملہم، کراچی، ج ۲، ص ۱۱۶

مثال پیش کرتا ہوں...... قرآن کریم میں ایک آیت ہے:

اور اُن کیلئے تیار رکھو جو "قوت"، تمہیں بن پڑے،(۶۶)(یعنی دشمنان اسلام کیلئے)

یہاں لفظ "قوت" کے معنی میں بظاہر کوئی راز نہیں معلوم ہوتا لیکن جب اس راز سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پردہ اٹھاتے ہیں تو انسانی عقل حیران ہوجاتی ہے...... لفظ "قوت" کی تفسیر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: خبردار، یہ قوت "رمی" ہے!......خبردار، یہ قوت "رمی" ہے!(۶۷)......خبردار، یہ قوت "رمی" ہے......

عربی میں "رمی" کے معنی "پھینکنا" آتے ہیں چنانچہ حج میں جمرات پر جو کنکریاں پھینکی جاتی ہیں اس کو "رمی" کہتے ہیں......اس حدیث پاک میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن تمام ہتھیاروں کا ذکر فرمایا جو آج ہمارے سامنے ہیں اور قوت کا توازن اس ملک کے حق میں ہے جس کے پاس یہ ہتھیار ہیں۔خصوصاً خطرناک ایٹم بم، راکٹ،میزائل وغیرہ...... یہ سب ہتھیار پھینکے جاتے ہیں اور "قوت" کا راز بنے ہوئے ہیں......احادیث کا مطالعہ کریں تو آپ کو غیبی خبروں کا ایک سیلاب امنڈتا نظر آئے گا۔



......اوپر جو کچھ عرض کیا گیا، اس کی روشنی میں ہمیں "علم غیب" کے بارے میں ان حقائق کا علم ہوتا ہے، ان حقائق کو اچھی طرح ذہن نشیں کرلینا چاہئے:

۱......پہلی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ "علم غیب" ایک حقیقت ہے۔

۲......دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ "علم غیب" اللہ ہی کے لئے ہے۔

۳......تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو "علم غیب" عطا فرماتا ہے۔

۴......چوتھی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ انبیا علیہم السلام کو "علم غیب" عطا فرمایا ہے۔

۵......پانچویں بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو "علم غیب" عطا فرمایا ہے۔

۶......چھٹی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ "علم غیب" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا ہے اور انھوں نے ہم کو بتایا۔

---

(۶۶) سورۂ انفال ۶۰ (۶۷) مسلم شریف، ج ۲، ص ۱۴۳ (۱) قرآن حکیم، سورۂ انشراح: ۴

اس وقت دنیاے اسلام، عالمی سازش کی زد میں ہے۔ دشمنانِ اسلام کا ہدف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے، یہی وہ مرکزِ قلب ونظر ہے جس سے زندگی ملتی ہے۔ اس سازش کے تحت مسلمانانِ عالم کو ہر اس سوچ اور ہر اُس عمل سے روکا جارہا ہے جس سے دل و دماغ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت کا نقش بیٹھتا چلا جائے...... اس سازش سے آپ خود کو محفوظ رکھیں اور یہ یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کچھ عطا فرمایا ہے...... بے شک:

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے وجود میں حباب (اقبالؔ)



غیب کی باتیں

انسان جتنا بلند ہوتا ہے، نظر اتنی ہی وسیع ہوتی چلی جاتی ہے......فضاؤں میں سفر کرنے والوں پر یہ راز کھل چکا ہے...... چاند پر قدم رکھنے والوں نے اس دنیا کو ایک طباق کی شکل میں مشاہدہ کیا......اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک عاشق صادق نے صدیوں پہلے کائنات کو رائی کے دانے کی طرح ملاحظہ فرمایا:

نظرت الی بلاد اللہ جمعا

کخردلۃ علی حکم اتصال

تو پھر اس کی بلندیوں کا کیا عالم ہوگا جس کو خود نظر دینے والا بلند کرے ......وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (۱) ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ ذکر جبھی بلند ہوتا ہے جب انسان خود بلند ہوتا ہے اور جب خود بلند نہ ہو بلکہ بلند کیا جائے تو پھر کیوں نہ زمین و آسمان کی ہر شے اور ہر حادثہ اس کی نگاہوں کے سامنے نگینے کی طرح چمکنے لگے؟......جس طرح گھروں میں بیٹھنے والے فضائی مسافروں کی نظر تک نہیں پہنچ سکتے اور جس طرح جاہل و ان پڑھ، پڑھے لکھوں کی آنکھ نہیں لا سکتے......اسی طرح پڑھے لکھے ان کی نگاہ نہیں پا سکتے جو فیض باری سے براہِ راست مستفیض ہو رہے ہیں......مگر افسوس محروم الٹی سیدھی دلیلوں سے اپنی محرومی کا حال چھپاتے ہیں اور اس طرح اپنے قلب و نظر کو بھی رسوا کرتے ہیں۔

ذرا غور تو کیجئے ایک عام سیاست دان اور سربراہِ مملکت کی قدر و منزلت اُس علمیت اور بصیرت کی وجہ سے ہوتی ہے جو وہ عالمی حالات اور تاریخی حادثات کی روشنی میں حاصل کرتا ہے اور جس کے طفیل وہ اپنے زمانے سے چالیس پچاس برس آگے دیکھنے لگتا ہے اور اکثر ایسے صاحب بصیرت کا کہا سچ ثابت ہوا ہے......لیکن جس انسان نے بظاہر عالمی حالات اور تاریخی حوادث کا مطالعہ نہ کیا ہو۔ دور دراز کے سفر بھی نہ کئے ہوں۔ دنیا کے امیروں اور بادشاہوں سے بھی نہ ملا ہو......کسی انسان سے پڑھا بھی نہ ہو...... پھر اس کو رہبر عالم بنا کر پیش کیا جائے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا جائے کہ یہ کچھ نہیں جانتا اس کو ذرا بصیرت نہیں ہے یہ "لکیر کا فقیر ہے"، معاذ اللہ......تو بتائیے اس کی طرف کون متوجہ ہوگا اور

(۱) قرآن حکیم، سورۃ انشراح: ۴

کیسے اپنا رہبر و پیشوا تسلیم کرے گا؟...... ہاں جب آپ کہیں گے کہ بیشک اس نے تاریخ عالم کا مطالعہ نہیں کیا...... اُس نے دنیا نہیں دیکھی...... کسی انسان نے اس کو پڑھایا بھی نہیں...... لیکن وہ کچھ بتا رہا ہے جو کسی دوسرے نے نہیں بتایا...... وہ کچھ دکھا رہا ہے جو کسی دوسرے نے نہ دکھایا...... وہ کچھ سنا رہا ہے، جو کسی دوسرے نے نہ سنایا...... بلا شبہ اب لوگ اسی کی طرف دوڑ پڑیں گے...... اُس کو اپنا رہبر و پیشوا تسلیم کریں گے......

تو آئیے، دیکھئے خالق عالم اُس رہبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہہ رہا ہے؟......

وَيُعَلِّمُكُمۡ مَّا لَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ (۲)...... اے دنیا والو! ہمارا محبوب، تم کو وہ کچھ بتا رہا ہے کہ اس سے پہلے تمہیں اس کی خبر نہ تھی...... ایک جگہ یوں فرماتا ہے: عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ (۳) قلم سے سکھایا، انسان کو سکھایا، وہ کچھ سکھایا کہ نہ جانتا تھا...... اب ذرا اقبال کے اس شعر کو پڑھئے جو نیا شباب لے کر سامنے آرہا ہے:

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

کچھ امور غیبیہ کی ''اطلاع'' دی جاتی ہے اور کس شان سے؟...... مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطۡلِعَكُمۡ عَلَى الۡغَيۡبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجۡتَبِىۡ مِنۡ رُّسُلِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ (۴) اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ عام لوگو! تمہیں علم غیب دے دے، ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے...... اور کچھ امور غیبیہ سے خود پردے اٹھائے جاتے ہیں...... عٰلِمُ الۡغَيۡبِ فَلَا يُظۡهِرُ عَلٰى غَيۡبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰى مِنۡ رَّسُوۡلٍ (۵) غیب جاننے والا ہے، اپنا راز کسی پر نہیں کھولتا مگر رسولوں میں سے جس پر چاہے کھول دیتا ہے...... ذرا غور تو کیجئے جب وہ پردہ دار خود نقاب الٹ دے تو حُسنِ عالم سوز کا کیا عالم ہوگا!...... اللہ اللہ......

تِلۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَيۡبِ نُوۡحِيۡهَاۤ اِلَيۡكَ (۶)

یہ غیب کی خبریں ہیں (بس اے حبیب) تمہیں کو بتلاتے ہیں...... اللہ اکبر...... دامن بھر دیا...... قاسم بنا دیا...... اور اعلان فرمایا...... وَمَا هُوَ عَلَى الۡغَيۡبِ بِضَنِيۡنٍ (۷) ''یہ دل کھول کر

---

(۲) قرآن حکیم، سورۃ البقرہ: ۱۵۱ (۳) قرآن حکیم، سورۂ علق: ۴، ۵ (۴) قرآن حکیم، سورۂ آل عمران: ۱۷۹
(۵) قرآن حکیم، سورۂ جن: ۲۶ (۶) قرآن حکیم، سورۂ ہود: ۴۹ (۷) قرآن حکیم، سورۂ تکویر: ۲۴

غیب کی خبریں بتاتے ہیں''۔ دل تنگ نہیں، پوچھ لو جس کو پوچھنا ہے!

ہاں بخیل وہی ہوتا ہے جو ہوتے ہوئے بھی خرچ نہیں کرتا...... اس کو کون بخیل کہتا ہے جس کے پاس دمڑی بھی نہ ہو؟...... آیت کے تیور بتارہے ہیں کہ صلائے عام ہے، دینے والا سخی ہے، اس کے فرقِ اقدس پر تاجِ علوم ما کان و ما یکون رکھ دیا گیا ہے۔ اس کو غنی بنا دیا گیا ہے۔ دیکھئے آیت شریفہ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى (۸) تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔ ایک نئے معنی و مفہوم کے ساتھ اپنے رُخ سے گھونگھٹ اٹھارہی ہے...... اس نے تو بخل نہ کیا...... محروموں نے لینے میں بخل کیا اپنا دامن کھینچ لیا...... ایک شور مچایا اور زمین سر پر اٹھائی...... ''غنی کے پاس تو کچھ بھی نہیں''...... ''غنی کے پاس تو کچھ بھی نہیں''...... جنون دیوانگی نے یہاں تک رسائی کی کہ تارِ دامن بھی باقی نہ رہا...... لیں تو کس طرح لیں؟...... اللہ اللہ محرومی سی محرومی ہے!...... اور یہ دیوانگی اب تک نہ گئی اور یہ داغ محرومی اب تک نہ دھویا...... جرأتِ رندانہ تو دیکھئے کہ عالمی سطح پر وہ گُل کھلایا کہ عقل دنگ ہے۔ غالباً ۴/اپریل ۱۹۷۶ء کو اسلامی عالمی میلہ میں رائل البرٹ ہال، لندن میں ایک مجلسِ مذاکرہ میں پاکستان کے ایک مشہور عالم کا مقالہ پڑھا گیا...... دروغ بر گردنِ اخبارِ جنگ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس مقالے میں کہا گیا۔ ''نہ ہی وہ نامعلوم علم کا دعویٰ رکھتے تھے'' (روزنامہ جنگ، کراچی، شمارہ ۷/اپریل ۱۹۷۶ء)

جب قرآن کہتا ہے کہ ہم نے ''نامعلوم'' علم دیا تو جھٹلانے والے کیوں جھٹلائیں؟...... دیکھو یعقوب علیہ السلام کیا فرمارہے ہیں...... وَاَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعۡلَمُوۡنَ (۹) مجھے اللہ کی طرف سے وہ کچھ معلوم ہے جو تم نہیں جانتے...... اور خود اللہ گواہی دے رہا ہے اور جو کچھ کہا گیا اس کی تصدیق فرما رہا ہے...... وَاِنَّهٗ لَذُوۡ عِلۡمٍ لِّمَا عَلَّمۡنٰهُ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ (۱۰) ''بے شک وہ ہمارے سکھائے سے صاحب عالم ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے''

اللہ اکبر وہ عالم الغیب بے خبروں کا حال بھی خود بیان فرما رہا ہے...... ہاں یہ وہ ''نامعلوم'' علم ہے جس کو سامنے لایا گیا تو ہزاروں کی آنکھیں کھل گئیں اور لاکھوں گرویدہ و وارفتہ ہو گئے...... اور یہی وہ ''نامعلوم'' علم ہے جس کو آج بھی سامنے لایا جائے تو ہزاروں لاکھوں مشرف باسلام ہو سکتے ہیں...... رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو عام انسان کے روپ میں پیش کرنا پہلے اتنا خطرناک نہ تھا جتنا

(۸) قرآن حکیم، سورۂ ضحیٰ: ۸ (۹) قرآن حکیم، سورۂ یوسف: ۸۶
(۱۰) قرآن حکیم، سورۂ یوسف: ۶۸

آج خطرناک ہے ...... دیکھئے اُس کے رسول خود کہہ رہے ہیں......اِنۡ نَّحۡنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَمُنُّ عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ (۱۱) ہم ہیں تو بظاہر تمہاری طرح انسان مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے......تو بھلا محبوب اور مردود یکساں کیسے ہو سکتے ہیں؟ ہیرا اور پتھر فطرتاً ایک ہوتے ہوئے بھی ایک نہیں ...... یہ تو برگزیدگان الٰہی ہیں...... ان کا تو پوچھنا ہی کیا! لیکن پھر بھی تم یہ کہتے ہو کہ وہ عام انسان تھا اور وہ نامعلوم،علم نہ رکھتا تھا تو جو کچھ ہم سن رہے ہیں...... پھر یہ کیا ہے؟ دیکھئے کس شان اور یقین کے ساتھ اعلان فرمار ہا ہے۔''قیام قیامت سے قبل ان امور عظیمہ کو دیکھ لو گے جو کبھی نہ دیکھے اور نہ سوچے'' ...... (۱۲) یہی نہیں بلکہ مستقبل میں پیش آنے والے ان امو عظیمہ کو ایک ایک کر کے بیان فرمار ہا ہے......تو ذرا بتاؤ تو سہی ان باتوں کی خبریں دینے والا کس جہان سے خبریں لارہا ہے؟ ...... اور کس جہاں کی خبر دے رہا ہے......ایک خبر نہیں ...... اور ایک طرح کی خبریں نہیں......طرح طرح کی خبریں......مذہبی و اخلاقی...... تعلیمی و تدریسی......تہذیبی و معاشرتی......سائنسی و تکنیکی......تجارتی و اقتصادی معدنیاتی و زراعتی......سیاسی و ملکی......طبی و معالجاتی......خبریں ہی خبریں ......آیئے ذرا اس غیبی خبر نامہ کو ایک نظر ملاحظہ کیجئے۔ پھر بتایئے کہ یہ خبریں دینے والا ''نامعلوم'' کا علم رکھتا ہے یا نہیں؟......

قَدۡ جَآءَکُمۡ بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّکُمۡ فَمَنۡ اَبۡصَرَ فَلِنَفۡسِہٖ وَمَنۡ عَمِیَ فَعَلَیۡھَا وَمَا اَنَا عَلَیۡکُمۡ بِحَفِیۡظٍ (۱۳) ......تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں آگئیں تو جس نے دیکھا اپنے بھلے کو اور جو اندھا ہوا اپنے برے کو اور مَیں تم پر نگہبان نہیں۔آیئے اب ''غیب کی باتیں'' سنیں جو اُس غیب کی خبریں بتانے والے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہیں اور جن کی تفصیلات احادیث میں موجود ہیں۔

مذہبی خبریں:

(۱) مساجد کو راستہ بنالیا جائے گا۔

---

(۱۱) قرآن حکیم،سورۂ ابراہیم:۱۱
(۱۲) قرآن حکیم،سورۂ انعام:۱۰۴
(۱۳) قرآن حکیم،سورۂ انعام:۱۰۴

(۲) قاریوں کی کثرت ہوگی، حشرات الارض کی طرح پائے جائیں گے۔
(۳) علما وفقہا کی قلت ہوگی۔
(۴) شریر فقہا ہوں گے۔
(۵) متقی مفتی ایسا عنقا ہوجائے گا کہ موٹا تازہ انسان ڈھونڈھتے ڈھونڈتے دُبلا ہوجائے گا۔ مگر پھر بھی نہ پائے گا۔
(۶) ہزاروں نماز پڑھیں گے مگر ایک بھی مسلمان نہ ہوگا۔
(۷) قرآن کریم کو عار سمجھا جائے گا۔
(۸) اسلام کے کام ایسے لوگ کریں گے جو خود مسلمان نہ ہوں گے (چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ مغربی قوم قرآن وحدیث، تاریخ وسیر وغیرہ پر بہت مفید کام کر رہی ہیں اور ایسے لوگ دین کے کام کر رہے ہیں جو بظاہر بے دین معلوم ہوتے ہیں۔)

اخلاقی خبریں:

(۱) صرف جان پہچان والے سے علیک سلیک ہوگی۔
(۲) بے حیائی، بدزبانی عام ہوگی۔
(۳) برے ہمسایہ ہوں گے۔
(۴) رشتہ داریاں ختم ہوجائیں گی۔
(۵) عورتیں باغی ہوجائیں گی اور مرد نیکی کا راستہ چھوڑ دیں گے۔
(۶) چھوٹوں کی خوب دیکھ بھال ہوگی اور بزرگوں کو نظرانداز کردیا جائے گا (ترقی یافتہ ممالک میں بوڑھے والدین کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے، حکومت ان کی خبر گیری کرتی ہے، ان کی اپنی اولاد پوچھتی تک نہیں)
(۷) زناکاری سے شرم نہ رہے گی۔ (ترقی یافتہ ممالک میں یہ عام ہے، سب کے سامنے کوئی حیا نہیں)
(۸) اوباش لوگ چلتی عورت سے چھیڑ چھاڑ کریں گے، چھیڑنے والا ہنسے گا تو اس کے ساتھ اس کے سارے ساتھی ہنسیں گے (بڑے شہروں میں یہ وبا عام ہے، آج ہم خود دیکھ رہے ہیں۔)
(۹) عورتیں بزرگوں اور بوڑھوں کو جھڑکیں گی۔ مغرب ومشرق میں یہ وبا عام ہے۔

(۱۰) سچا دوست اور مال حلال عنقا ہو جائے گا۔

تعلیمی وتدریسی خبریں:

(۱) علم عام ہو گا۔مرد،عورت، بچہ،غلام،آزادسب پڑھیں گے۔

تہذیبی ومعاشرتی خبریں:

(۱) عورتیں ملبوس ہو کر بھی عریاں ہوں گی۔

(۲) سروں پر کوہان نما شئے (یعنی ہیٹ یا اس قسم کی ٹوپی) ہو گی۔

(۳) عورتیں اترا کر چلیں گی۔

(۴) مرد عورتوں سے مشابہت پیدا کریں گے اور عورت مردوں سے۔

(۵) سروں پر گانے بج رہے ہوں گے۔

(٦) لوگ بازاروں میں اس طرح چلیں گے کہ ان کی رانیں نظر آئیں گی، (یعنی عورتیں اسکرٹ پہنیں گی اور مرد تنگ پتلونیں وغیرہ۔

(۷) داڑھیاں صاف کی جائیں گی۔

(۸) خوبصورت چمڑے کے جوتے پہنیں گے اور انہیں خوب چمکائیں گے۔

(۹) مرد زینت کریں گے۔

(۱۰) طرح طرح کے کھانے کھائیں گے، قسم قسم کے شربت پئیں گے، وضع وضع کے کپڑے پہنیں گے اور چکنی چپڑی باتیں کریں گے...... یہ امت کے شریر لوگ ہوں گے۔(اللہ اکبر! جن کو ہم شریف اور ترقی یافتہ سمجھتے ہیں وہی شریر نکلے)

سائنسی وتکنیکی خبریں:

(۱) کجاووں کی مانند سواریاں ہوں گی (یعنی موٹریں، بسیں وغیرہ۔)

(۲) زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائے گا اور زمین سکڑ جائے گی (یعنی جدید قسم کے ذرائع ابلاغ تار،ٹیلیفون، فیکس، انٹرنیٹ وغیرہ اور ذرائع حمل ونقل موٹر، ریل، جہاز وغیرہ ایجاد ہوں گے، جن کی وجہ سے مکان وزمان کے فاصلے کم ہو جائیں گے۔)

(۳) سال مہینہ ہو جائے گا مہینہ جمعہ، جمعہ ایک دن اور دن ایک ساعت۔

(۴) قلم ظاہر ہوگا (اس ارشاد میں فونٹین پین، پنسل، ٹائپ رائٹر، پرنٹنگ پریس اور کمپیوٹر وغیرہ سب ہی آگئے)

(۵) جوتے کا تسمہ باتیں کرے گا اور وہ کچھ سنا دے گا جو اس کے پس غیبت گھر میں ہوتا رہا (ٹیپ ریکارڈ اور اسی قسم کے جدید آلات کی طرف صریح اشارہ ہے۔)

(۶) ایک شہر کا تاجر دوسرے شہر کے تاجر سے مشورہ کرے گا (ٹیلیفون کی طرف واضح اشارہ ہے۔ آج کل اسی کے ذریعہ شہر شہر بلکہ ملک ملک کے تاجر باہمی مشورہ کرتے ہیں۔)

تجارتی واقتصادی خبریں:

(۱) تجارت عام ہوگی۔

(۲) دولت کی ریل پیل ہوگی۔

(۳) مرد وعورت مل کر تجارت کریں گے۔

(۴) سود سے کوئی نہ بچے گا، جو بچے گا اس کو غبار سود ضرور پہنچے گا۔

(۵) فرات سے سونے کا خزانہ ظاہر ہوگا (پٹرول کو کالا سونا، کہا جاتا ہے اس کے بے شمار ذخیرے اس علاقے میں نکلے ہیں۔)

(۶) فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا تو لوگ اس کے بارے میں سُنکر اِدھر جائیں گے، جس کے قبضے میں یہ ہوگا وہ کہے گا کہ اگر ہم دوسرے لوگوں کو اس کے لینے کی اجازت دیں گے تو وہ سب کا سب لے جائیں گے، اس پر لوگ قتل کئے جائیں گے (تیل کا موجودہ عالمی بحران، شاہ سعود اور صدام حسین کا قتل اور عراق پر امریکی محاذ کا حملہ نیز مختلف اقوام کی اس مسئلے پر باہمی کشمکش اس پر گواہ ہے۔)

(۷) بہت سی کانیں نکلیں گی جن پر صرف کمینوں کا قبضہ ہوگا۔ (چنانچہ زیادہ تر کانیں دشمنان خدا اور رسول اور غارت گروں کے قبضے میں ہیں۔)

سیاسی وملکی خبریں:

(۱) مسلمان، مسلمان کو قتل کریں گے، اور بتوں کے پجاریوں کو نظر انداز کریں گے۔ (مسلمان مسلمان کو تو روزِ اوّل سے قتل کر رہے ہیں مگر بت کے پجاریوں والی بات اس وقت سامنے آئی جب تحریک آزادئ ہند میں، بعض مسلمانوں نے مسلمانوں کو چھوڑ کر بت پرستوں سے دوستی کی اور پھر بنگلہ دیش کی تحریک کے موقع پر یہ بھی دیکھ لیا کہ مسلمان نے مسلمان کو قتل کیا اور بت کے پجاریوں

کو دعوت بھی دی گئی۔ فاعتبرو ایا اولی الابصار!

(۲) کچھ قبیلے مشرکین سے مل جائیں گے، کچھ قبیلے بتوں کی پوجا شروع کر دیں گے۔

(۳) یہ لوگ اسلام سے ایسے گزر جائیں گے جیسے تیر نشانے سے (پاکستان اور دوسرے اسلامی ملکوں میں جو لوگ قوم پرستی یا صوبہ پرستی اور آثار پرستی کی دعوت دیتے ہیں وہ اسلام سے اسی طرح دور ہیں جیسے تیر نشانے سے خطا ہو کے دور جا پڑتا ہے۔)

(۴) جہاد کا بس شور و غل ہو گا (چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں عالم اسلام کے اہم معاملات احتجاجوں، ہڑتالوں، قراردادوں کی نذر ہو جاتے ہیں۔)

(۵) خائن کو امین بنایا جائے گا۔

(۶) حاکم بد عمل بد کردار ہوں گے۔

طبّی و معالجاتی خبریں:

(۱) فحش کاری سے نئی نئی بیماریاں پیدا ہوں گی۔

(۲) لوگ اچانک مریں گے۔

(۳) فالج اور حرکت قلب بند ہونا عام ہو جائے گا۔

یہ غیبی خبر نامہ، آپ نے ملاحظہ فرمایا؟......اور دیکھا کہ کیسی کیسی ''غیب کی باتیں'' ہیں جو آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور نقش عبرت بنے ہوئے ہیں......''یہ غیب کی باتیں'' اس حقیقت پر گواہ ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے فضل و کرم سے ''غیب'' حاصل تھا......ایک عرب عالم شیخ احمد بن محمد بن الصدیق الغماری الحسنی نے ایک فاضلانہ کتاب لکھی ہے جس کا عنوان ہے......

''مطابقة الاختراعات العصريه لما اخبر به سيّد البريه''
(اسلام اور عصری ایجادات ترجمہ: مفتی احمد میاں برکاتی) (۱۴)

مصنف نے اس کتاب میں ان غیب کی باتوں کو جمع کیا ہے جو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں......پڑھ پڑھ کر حیرت بڑھتی جاتی ہے اور یہ یقین کامل ہو جاتا ہے کہ ماضی اور مستقبل حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئینہ کی طرح روشن تھے......مولیٰ تعالیٰ ہمیں اس یقین پر ثابت قدم رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کچھ عطا فرمایا ہے۔ (آمین) ☆☆☆

(۱۴) مفتی احمد میاں برکاتی نے ''اسلام اور عصری ایجادات'' کے نام سے اس کا ترجمہ کیا ہے جو متعدد بار شائع ہو چکا ہے۔ (مرتب)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد! ایک تاثر

علامہ یٰس اختر مصباحی (بانی و مہتمم دارالقلم دہلی)

''حضرت مفتی محمد مظہر اللہ نقش بندی مجددی خطیب و امام مسجد فتح پوری دہلی (متوفی ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء) کا یہ چشم و چراغ اور گل سرسبد دہلی کی خاک سے ابھرا، دینی و علمی ماحول میں پروان چڑھا اور اپنی دانشورانہ و پرکشش قلمی خدمات کی بدولت برصغیر پاک و ہند کے وسیع آفاق پہ ابر کرم کی طرح چھا گیا۔ اپنے بیگانے سب اس کے انداز فکر، طرز ادا اور اسلوب نگارش کے دل دادہ ہو گئے۔ مدارس سے کالج و یونی ورسٹی تک اس نے بے شمار تعلیم یافتہ افراد کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ اور لاکھوں خواص و عوام اس کے ساتھ اپنی عقیدت و نیاز مندی کا اظہار کرنے لگے۔

پروفیسر محمد مسعود احمد کے سیال و گوہر بار قلم کے نقوش فکر ہزاروں صفحات پہ درخشندہ و تابندہ ہیں۔ مختلف موضوعات پر انھوں نے بہت کچھ لکھا اور لکھنے کا حق ادا کر دیا۔ تحقیقی اور ادبی رنگ ان کی تحریر پر غالب ہے۔ ان کا اسلوب تحریر نہایت ممتاز اور منفرد ہے، اور مذہبی میدان کے وہ ایک ایسے حقیقی صاحب طرز ادیب ہیں جن کا قاری ایک ایسے عالم رنگ و بو میں پہنچ جاتا ہے جہاں ہر طرف نکہت و نور کی بارش اور عطر و عنبر سے معمور فضا میں اس کا سارا وجود سرشار اور مشک بار ہو جاتا ہے۔

ان کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ بیک وقت انھوں نے اپنے اپنے عہد کے دو مجدد دین اسلام کی حیات و خدمات اور ان کی تعلیمات و ہدایات کو دنیا کے سامنے عصری اسلوب میں پیش کیا اور ان کا نقش و نگار واضح و روشن کرنے اور صحیح خط و خال نمایاں کرنے میں انھوں نے اپنی قلمی توانائیاں صرف کر دیں، انھوں نے جو لکھا اسے ماننے پر ایک بہت بڑے طبقے کو مائل اور مجبور کر دیا۔

نقشبندی اور مجددی ہونے کے ناطے ان کا پہلا فرض تھا کہ مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی (وصال صفر ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء) کے افکار و تعلیمات کو عام کریں، چناں چہ انھوں نے اپنا یہ فریضہ بہ حسن و خوبی انجام دیا۔ اور عمر کے آخری حصے میں ''جہان امام ربانی'' کے نام سے ضخیم مجلدات پر مشتمل جو بے نظیر اور گراں قدر کارنامہ انجام دیا وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل اور لائق صد تحسین و آفرین ہے۔

چودھویں صدی کے مجدد امام اہل سنت حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی (وصال صفر ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء) سے کوئی سلسلۂ تلمذ و بیعت نہ ہونے کے باوجود پروفیسر محمد مسعود احمد نے لگ بھگ ۳۵ رسال تک ''رضویات'' پر جتنا معیاری اور وقیع کام کیا یہ انھیں کا حصہ ہے۔ انھوں نے امام احمد رضا پر کتب و مقالات خود لکھنے کے ساتھ بہت سے اصحاب علم و قلم کو اس جانب متوجہ کیا۔ ان کی رہنمائی بھی کی اور آخری مرحلے تک ان کا تعاون بھی کیا۔ ہند و پاک سے امریکہ تک کی یونی ورسٹیوں کے جتنے ریسرچ اسکالروں نے اس موضوع پر اپنا مقالۂ ڈاکٹریٹ مکمل کیا ہے وہ سب کے سب آپ کے ممنون کرم ہیں اور آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔''